

Published:
March 30, 2025

Psychological Dimensions of the Seerah of Prophet Muhammad ﷺ: An Academic Study

سیرت نبوی ﷺ کے نفسیاتی پہلوؤں کا علمی و تحقیقی مطالعہ

Muhammad Talha Sarwar

Student of 8th Semester, Govt. College University of Faisalabad

Muhammad Asim

Student of 8th Semester, Govt. College University of Faisalabad

Abstract

This article serves as a thematic and analytical continuation of the critical review of the book, "The Psychology of Mohammed". Authored by an Iranian-born Orientalist, the book attempts to re-evaluate the life of the Prophet (PBUH) through the lens of modern psychological frameworks rather than traditional historiography. Building upon the foundational discourse established in the preceding part of this study, the current paper delves deeper into the author's specific arguments and interpretations.

The primary objective of this research is to provide an academic critique of the psychological paradigms employed by the author, examining how his Iranian-born perspective and Orientalist leanings influence his narrative. By scrutinizing the text, this study highlights the divergence between empirical psychological analysis and the subjective biases present in the work. The analysis aims to clarify whether the author's conclusions are rooted in objective scholarship or are merely a continuation of stereotypical Orientalist polemics disguised in contemporary terminology.

Keywords: Prophet Muhammad ﷺ, Seerah Studies, Orientalism, Psychology of Religion, Critical Analysis, Islamic Studies, Psychological Interpretation, Western Scholarship

تمہید

زیر نظر مطالعہ کتاب "The Psychology of Muhammad" کے اس تحقیقی و تنقیدی جائزے کا تسلسل ہے جس کا آغاز ما قبل کے مباحث میں

کیا گیا تھا۔ جیسا کہ پہلے واضح کیا جا چکا ہے کہ یہ تصنیف ایک ایرانی نژاد مستشرق کے قلم سے نکلی ہے جس نے سیرت طیبہ کے مطالعے کے لیے روایتی تاریخی منہج کے

بجائے جدید نفسیاتی تجزیے (Psychological Analysis) کا سہارا لینے کا دعویٰ کیا ہے۔

Published:
March 30, 2025

کی آڑ میں مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہے وہاں اللہ نے بزدلی دکھانے سے منع فرمایا ہے۔ مصنف نے دفاعی جنگوں کو اقتدار کی ہوس اور لوٹ مار کا نام دے کر حقائق کو مسخ کیا ہے۔

بلاغتِ قرآن اور مستشرقانہ مغالطے

"Islam teaches children not to love their parents if they reject the ridiculous superstitions of Islam No religion in the world has ever destroyed family ties as Mohammed has done in Islam Mohammed told Muslims that they must love him more than they love their family⁴".

اسلام بچوں کو سکھاتا ہے کہ وہ اپنے والدین سے محبت نہ کریں اگر وہ اسلام کے مضحکہ خیز توہمات کو مسترد کر دیں۔ دنیا کے کسی مذہب نے خاندانی تعلقات کو اس طرح تباہ نہیں کیا جیسے محمد (ﷺ) نے اسلام میں کیا۔ انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اپنی فیملی سے زیادہ ان سے محبت کریں۔

قرآن کریم نے مشرک والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کا واضح حکم دیا ہے:

وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبِهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا⁵
"اور اگر وہ (والدین) تجھ پر اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک ٹھہرائے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی بات نہ مان مگر دنیا میں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آ۔"

نبی کریم ﷺ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کو ہجرت اور جہاد پر مقدم رکھا:

"جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم يستأذنه في الجهاد، فقال: أحیی والدك؟ قال: نعم قال: ففيهما فجاهد"⁶
"ایک شخص نبی ﷺ کے پاس جہاد کی اجازت مانگنے آیا آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان کی خدمت میں ہی جہاد (کوشش) کرو۔"

مصنف نے ولایت (سیاسی و نظریاتی دوستی) اور بر (حسن سلوک و محبت) کے فرق کو نظر انداز کیا ہے۔ سورۃ التوبہ کی آیت 23 ان حالات سے متعلق ہے جہاں والدین یا بھائی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف برسرِ پیکار ہوں وہاں انہیں رازدار یا سرپرست بنانے سے منع کیا گیا ہے۔ مگر جہاں تک انسانی رشتوں، خدمت اور حسن سلوک کا تعلق ہے اسلام نے غیر مسلم والدین کے حقوق کو بھی برقرار رکھا ہے۔ مصنف کا نبی ﷺ سے محبت کو خاندانی دشمنی قرار دینا مضحکہ خیز ہے کیونکہ یہ محبت ہی انسان کو بہتر اخلاق اور اپنوں کے حقوق ادا کرنے پر ابھارتی ہے۔

⁴ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 72

⁵ - لقمان: 15

⁶ - مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1374ھ، حدیث نمبر: 2549

Published:
March 30, 2025

لفظ "نجس" کا مستشرقانہ مغالطہ اور اس کی علمی حقیقت

"To appreciate the concept of 'unclean' as used in the Koran, it is necessary to understand the meaning of this word to a Muslim Mohammed's reason for using the word 'unclean' in the Koran was to terrorize the people, strike fear and anxiety into their hearts, and force them to submit to his power"⁷.

قرآن میں استعمال ہونے والے لفظ 'ناپاک' (Unclean) کے تصور کو سمجھنے کے لیے ایک مسلمان کے نزدیک اس کے معنی جاننا ضروری ہیں۔ قرآن میں اس لفظ کے استعمال کا مقصد لوگوں کو دہشت زدہ کرنا ان کے دلوں میں خوف پیدا کرنا اور انہیں اپنی طاقت کے آگے جھکنے پر مجبور کرنا تھا۔

قرآن کریم نے مشرکین کے لیے یہ لفظ صرف مسجدِ حرام میں داخلے کی ممانعت کے تناظر میں استعمال کیا ہے نہ کہ ان کی انسانیت کی تذلیل کے لیے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا⁸
"اے ایمان والو! مشرکین تو نجس (ناپاک) ہیں سو وہ اس سال کے بعد مسجدِ حرام کے قریب نہ آئیں۔"

عدل واحسان کا عمومی حکم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لَا يَنْهَاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ⁹
ترجمہ: اللہ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا جو تم سے دین کے معاملے میں لڑے نہیں۔"

جبر کی ممانعت

"لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ"¹⁰

دین کے معاملے میں کسی قسم کا جبر نہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام زبردستی یا ظلم کا قائل نہیں۔

انسانی جان کی حرمت

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا"¹¹
بلاوجہ کسی جان کو قتل کرنا پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا گیا، چاہے وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم۔

⁷ انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 73-74

⁸ التوبہ: 28

⁹ الممتحنہ: 8

¹⁰ البقرہ: 256

¹¹ المائدہ: 32

Published:
March 30, 2025

احادیثِ نبوی ﷺ میں غیر مسلم (ذمی) پر ظلم کی سخت ممانعت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ"¹²

ترجمہ: جس نے کسی معاہدہ (غیر مسلم) کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا۔

ظلم کرنے والے کے خلاف خود نبی ﷺ مدعی ہوں گے

"أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا فَأَنَا حَجِيحُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"¹³

ترجمہ: خبردار! جس نے کسی معاہدہ پر ظلم کیا تو قیامت کے دن میں خود اس کے خلاف مقدمہ لڑوں گا۔

معاملات میں دیانت اور حسن سلوک

نبی ﷺ نے غیر مسلموں کے ساتھ خرید و فروخت کی حتیٰ کہ آپ ﷺ نے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی یہ اس بات کی عملی دلیل ہے کہ اسلام غیر مسلموں کے ساتھ سماجی و معاشی تعلقات کو جائز بلکہ معمول کا حصہ قرار دیتا ہے۔

(وضاحت: فقہاء کے نزدیک مشرکین کی نجاست سے مراد ان کا عقیدہ یا طہارت کے اسلامی اصولوں پر عمل نہ کرنا ہے نہ کہ ان کا جسم یا انسانیت ناپاک ہے)۔

مصنف نے جس کے لفظ کو سیاسی دہشت گردی کا ہتھیار بنا کر پیش کیا ہے جبکہ یہ ایک خالصتاً مذہبی اور فقہی اصطلاح ہے جس کا مقصد بیت اللہ کے تقدس کو برقرار رکھنا تھا۔ اسلام میں غیر مسلموں کے ساتھ سماجی تعلقات ان کا کھانا (اہل کتاب) اور ان سے معاملات زندگی مکمل جائز ہیں۔ اگر وہ انسانی طور پر ناپاک ہوتے تو ان کے ساتھ ان تمام تعلقات کی اجازت نہ ہوتی۔ مصنف نے جدید لغت (Webster) "terror" تعریفیں لکھ کر قارئین کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے تاکہ ایک مذہبی حکم کو سیاسی تشدد ثابت کر سکے۔

آیت "نطمس وجوهنا" کی حقیقت اور مستشرقانہ سبب و شتم کا علمی رد

"Has anyone ever seen, read, or heard of in the past 1400 years since Mohammed introduced his fictitious superstitious religion, the face of any infidel... being reversed to 'his back? If not, then we know two facts: (1) The Muslim's Allah is a clown, and (2) His beloved Messenger is the most outrageous liar the world has ever seen!"¹⁴

¹²- ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، (کتاب الدیات)، بیروت: دارالرسالہ عالمیہ، 1430ھ، حدیث نمبر: 2686۔

¹³- سخاوی، شمس الدین، الاجوبۃ المرضیۃ، ریاض: دارالرایہ، 1418ھ، جلد: 1، ص: 16۔

Published:
March 30, 2025

کیا کسی نے پچھلے 1400 سالوں میں جب سے محمد (ﷺ) نے اپنا فرضی توہم پرستانہ مذہب متعارف کرایا کسی کافر کا چہرہ اس کی بیڑے کی طرف الٹا ہوا دیکھا پڑھا یا سنا ہے؟ اگر نہیں تو ہمیں دو حقائق معلوم ہوتے ہیں: (1) مسلمانوں کا اللہ (معاذ اللہ) ایک مسخرہ ہے اور (2) اس کا پیارار سول دنیا کا سب سے بڑا جھوٹا شخص ہے!

قرآن کریم میں یہ وعید ان لوگوں کے لیے ہے جو جانتے بوجھتے حق کا انکار کریں اور یہ سزما دمی (Physical) بھی ہو سکتی ہے اور علامتی (Metaphorical) بھی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَلْتُوا الْكِتَابَ آمِنُوا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّن قَبْلِ أَنْ نَنْظِمَ وَجُوهًا فَنَزِدَّهَا عَلَىٰ أَبْطَارِهِمْ
"اے اہل کتاب! اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو ہم نے نازل کی ہے، جو اس کی تصدیق کرتی ہے جو تمہارے پاس ہے اس سے پہلے کہ ہم چہروں کو مٹادیں اور انہیں ان کی بیڑوں کی طرف پھیر دیں۔"
نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات اور وعیدیں برحق ہیں اور ان کے وقوع کا ایک وقت مقرر ہے:

"إِنَّ اللَّهَ لِيَمْلِكُ لِلظَّالِمِ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَهُ لَمْ يَفْلِتْهُ"¹⁴

"بے شک اللہ ظالم کو ڈھیل دیتا ہے یہاں تک کہ جب اسے پکڑتا ہے تو پھر چھوڑتا نہیں ہے۔"

مصنف نے قرآنی وعید کو لفظی معنوں میں لے کر اس کا تمسخر اڑایا ہے جبکہ مفسرین کے نزدیک "چہروں کے مسخ ہونے" سے مراد ہدایت کے راستے سے محرومی اور ذلت و رسوائی بھی ہے۔ مصنف کی زبان اس کے علمی فقدان اور شدید مذہبی تعصب کی عکاسی کرتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ جن اقوام نے حق کا تمسخر اڑایا وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوئیں اور یہی چہروں کا پھر جانا ہے۔ مصنف کا نبی ﷺ کو جھوٹا کہنا اس کی اپنی کم علمی ہے کیونکہ آپ ﷺ کی دیانت کی گواہی تو خود آپ کے دشمنوں نے صادق اور امین کہہ کر دی تھی۔

اسلوب قرآن اور استنساخی مغالطہ

Amazingly, in the Holy Koran... the Almighty Allah calls his human followers 'frightened asses,' 'ignoble,' and 'base-born creatures. The words of Allah as written in the Koran show His lack of courtesy"¹⁷.

¹⁴ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 77

¹⁵ - النساء: 47

¹⁶ - مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1374ھ، حدیث نمبر: 2583۔

¹⁷ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 84

Published:
March 30, 2025

حیرت انگیز طور پر قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ اپنے انسانی پیروکاروں کے ڈرے ہوئے گدھے کمینہ اور بداصل مخلوق کہتا ہے۔ قرآن میں لکھے گئے اللہ کے الفاظ اس کی بد تمیزی (شانستگی کی کمی) کو ظاہر کرتے ہیں۔

قرآن کریم نے یہ الفاظ حق کے دشمنوں اور ضدی منکرین کی حالت بیان کرنے کے لیے بطور تمثیل استعمال کیے ہیں:

كَانَهُمْ حُمْرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ¹⁸

"(وہ حق سے یوں بھاگتے ہیں) گویا کہ وہ بد کے ہوئے گدھے ہوں جو شیر سے ڈر کر بھاگے ہوں۔"

نبی کریم ﷺ نے کلام الہی کی فصاحت اور اس کے کلام برحق ہونے کے بارے میں فرمایا:

"إن هذا القرآن مآدبة الله فتعلموا من مآدبته ما استطعتم"¹⁹

"بے شک یہ قرآن اللہ کا دسترخوان ہے پس اس کے دسترخوان سے جتنا ہو سکے سیکھو۔"

کلام الہی میں تمثیلات کا مقصد فہم وادراک کو واضح کرنا ہوتا ہے نہ کہ محض گالی دینا۔

مصنف نے قرآن کی بلاغت (Eloquence) اور تمثیلات (Parables) کو گالیوں سے تعبیر کر کے اپنی لسانی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔ جب کوئی قوم حق کے سامنے عقل سے کام نہیں لیتی تو قرآن ان کی ذہنی حالت کو واضح کرنے کے لیے ایسی مثالیں دیتا ہے جو ان کے رویے کے عین مطابق ہوں۔ مثلاً گدھے کی مثال علم رکھ کر عمل نہ کرنے والوں کے لیے دی گئی تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں۔ مصنف نے بیروکاروں کا لفظ استعمال کیا جبکہ یہ آیات منکرین اور منافقین کے بارے میں ہیں۔ اللہ کا کلام حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے اور اس کا جلال ہی اس کی سچائی کی دلیل ہے۔

حصول علم کے اسلامی اصول اور مصنف کے بے بنیاد دعوے کا محاکمہ

"It is not surprising that Muslims are warned that if they ask questions about the Islamic faith, they will lose their faith in Islam. The taboo regarding questions about the Koran and Islam is due to the fact that the absurdities of the Islamic faith must be hidden"²⁰.

یہ حیرت انگیز نہیں کہ مسلمانوں کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ اگر وہ اسلامی عقیدے کے بارے میں سوالات کریں گے تو وہ اپنا ایمان کھودیں گے۔ قرآن اور اسلام کے بارے میں سوالات پر پابندی اس حقیقت کی وجہ سے ہے کہ اسلامی عقیدے کی لغویات کو چھپانا ضروری ہے۔

¹⁸ - المذشر: 50-51

¹⁹ امام، محمد ناصر الدین البانی، سلسلہ احادیث صحیحہ، ریاض: مکتبۃ المعارف، 1415ھ، جلد: 6، حدیث نمبر: 2925۔

²⁰ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 85

Published:
March 30, 2025

قرآن کریم نے عقل و فکر کی دعوت دی ہے جبکہ زیر بحث آیت کا مقصد بے جا کرید سے بچانا تھا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنَ أَشْيَاءٍ إِن تَبَدَّ لَكُمْ تَسْؤُكُمْ²¹

"اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار گزریں۔"

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ لوگ وحی کے نزول کے وقت ایسے غیر ضروری سوالات کرتے تھے جن سے احکامات میں سختی پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے علم کے لیے سوال کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی:

"ألا سألوا إذ لم يعلموا، فإنما شفاء العي السؤال"²²

"انہوں نے پوچھا کیوں نہیں جب وہ نہیں جانتے تھے؟ بے شک لاعلمی کی بیماری کی شفا سوال کرنے میں ہے۔"

مصنف نے غیر ضروری کرید اور تلاش حق کے لیے سوال کے درمیان فرق کو جان بوجھ کر ختم کیا ہے۔ قرآن نے درجنوں مقامات پر کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ اور کیا

تم غور نہیں کرتے؟ کہہ کر تحقیق کی ترغیب دی ہے۔ جس آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا مقصد مسلمانوں کو اس ذہنی پراگندگی سے بچانا تھا جو مابعد الطبیعیاتی

(Metaphysical) باریکیوں میں پڑنے سے پیدا ہوتی ہے نہ کہ علم کے حصول سے روکنا۔ مصنف کا یہ کہنا کہ اسلام لغویات کو چھپاتا ہے ایک بے بنیاد الزام

ہے کیونکہ اسلام واحد دین ہے جو اپنے عقائد کو عقل سلیم کے سامنے پیش کرتا ہے۔

حصول علم کی قرآنی ترغیب اور مصنف کے فکری مغالطے کا محاکمہ

"Obviously, asking questions about the Islamic religion is prohibited because there is no cogent explanation for the absurdities mentioned in the Koran²³".

"ظاہر ہے کہ اسلامی مذہب کے بارے میں سوالات پوچھنا ممنوع ہے کیونکہ قرآن میں مذکور لغویات کی کوئی معقول وضاحت موجود نہیں ہے۔

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ²⁴

(پس تم اہل علم سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود علم نہ ہو)۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر (غلط فتویٰ دینے والوں پر) ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

²¹ -المائدہ: 101

²² - بابودود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت، المکتبۃ العصریہ، 1420ھ، حدیث نمبر: 336۔

²³ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 87

²⁴ - النحل: 43

Published:
March 30, 2025

"أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا، فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ"²⁵

(جب وہ نہیں جانتے تھے تو انہوں نے پوچھ کیوں نہ لیا؟ کیونکہ لاعلمی کی بیماری کی شفا تو سوال کرنا ہی ہے)۔

مصنف نے اسلامی نظام فکر کی بنیادوں پر حملہ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جا بجا غور و فکر (تدبر و تفکر) اور سوال کرنے کی

ترغیب دی گئی ہے۔ مصنف نے مابعد الطبیعیاتی حقائق (مثلاً یا جوج ماجوج اور جنات) کے بارے میں سائنسی مقام یا ثبوت نہ ہونے کو "لغویات" قرار دیا ہے۔ علمی

دنیا کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ وہ چیزیں جو انسانی حواس اور مادی تجربات سے ماوراء ہوں (Metaphysical) ان کا علم صرف وحی الہی پر منحصر ہوتا ہے۔

مصنف کا یہ کہنا کہ ائمہ کے پاس "معقول و ضاحت" نہیں، اس کی اپنی کم علمی ہے کیونکہ پچھلی چودہ صدیوں میں علمائے اسلام نے فلسفہ، منطق اور عقل کی بنیاد پر

پیچیدہ ترین اعتراضات کے ضخیم جوابات تحریر کیے ہیں۔ اسلام عقل کو وحی کا خادم بناتا ہے دشمن نہیں۔ مصنف نے ایک بوڑھی ایرانی خاتون کی کہانی گھڑ کر یہ تاثر

دینے کی کوشش کی ہے کہ ترجمہ پڑھنے سے ایمان متزلزل ہو جاتا ہے جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ لاکھوں غیر مسلموں نے قرآن کا محض ترجمہ پڑھ کر ہی حق کو پہچانا اور

اسلام قبول کیا۔ یہ تحریر علمی تحقیق کے بجائے ایک مخصوص نظریاتی بغض کی عکاسی کرتی ہے۔

سفر میں قرآن ساتھ لے جانے کی ممانعت: مصنف کے مغالطے کا محاکمہ

"It seems that Mohammed himself knew that the baseless rot in the Koran would incriminate him. For that reason, he ordered the Muslims not to take the Koran with them into other lands"²⁶.

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ محمد (ﷺ) خود جانتے تھے کہ قرآن میں موجود بے بنیاد فضولیات ان کے خلاف جرم ثابت کر دیں گی۔ اسی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کو

حکم دیا کہ وہ قرآن کو اپنے ساتھ دوسرے علاقوں میں نہ لے کر جائیں۔

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ"²⁷

(بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں)۔

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

²⁵ - ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت: المکتبۃ العصریہ، 1420ھ، حدیث نمبر: 336

²⁶ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 88

²⁷ - الحج: 9

Published:
March 30, 2025

"لَا تُسَافِرُوا بِالْقُرْآنِ إِلَىٰ أَرْضِ الْعَدُوِّ، مَخَافَةَ أَنْ يَتَّالَهُ الْعَدُوُّ"²⁸

(تم دشمن کی سرزمین کی طرف قرآن لے کر سفر نہ کرو اس خوف سے کہ کہیں دشمن اسے حاصل نہ کر لیں۔)

مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ 88 پر علمی بددیانتی کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے ایک حفاظتی حکم کو خوف اور جرم سے تعبیر کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ جس حدیث کا حوالہ مصنف نے دیا ہے اس کا اصل مقصد قرآن کریم کے مادی نسخوں (Physical copies) کی بے حرمتی کو روکنا تھا۔ اس دور میں قرآن کریم ہڈیوں چمڑے اور کھجور کے پتوں پر لکھا جاتا تھا اور جنگی حالات میں یہ خدشہ رہتا تھا کہ اگر مسلمان دشمن کی قید میں چلے گئے تو دشمن قرآن کے ان مقدس نسخوں کی توہین کریں گے۔

مصنف کا یہ دعویٰ کہ آپ ﷺ کو قرآنی مواد کے پکڑے جانے کا ڈر تھا تاریخی لحاظ سے لغو ہے کیونکہ قرآن کریم کا پیغام تو علی الاعلان پوری دنیا کے بادشاہوں (روم و ایران) کو خطوط کے ذریعے بھیجا جا رہا تھا۔ اگر کوئی خوف ہوتا تو آپ ﷺ غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت ہی کیوں دیتے؟ مزید یہ کہ قرآن کریم ہزاروں صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ تھا جسے کسی بھی سرحد پر روکا نہیں جاسکتا تھا۔ مصنف نے دانستہ طور پر تحفظ قرآن کے انتظامی حکم کو انہماج دے کر قارئین کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ یہ اسلوب ثابت کرتا ہے کہ مصنف کا مقصد علمی تحقیق نہیں بلکہ سیرت طیبہ پر کھچڑا چھانا ہے۔

فہم قرآن کا اسلامی تصور اور مصنف کے تضاد بیانی

Therefore, it can be said that Muslims either do not read their scripture and are unaware of the baseless contents of the Koran, or else they read the Koran with the blinded eyes of unquestioning faith, ignoring the many fallacies and contradictions therein²⁹."

"چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ مسلمان یا تو اپنی کتاب نہیں پڑھتے اور قرآن کے بے بنیاد مندرجات سے بے خبر ہیں یا پھر وہ قرآن کو اندھے اعتقاد کی آنکھوں سے پڑھتے ہیں جس میں موجود بہت سی غلطیوں اور تضادات کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔"

"أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ، وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا"³⁰

(تو کیا وہ قرآن میں غور نہیں کرتے؟ اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔)

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

²⁸- مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1374ھ، حدیث نمبر: 1869

²⁹- انصاری، مسعود، The Psychology of Muhammad، صفحہ نمبر: 89

³⁰- النساء: 82

Published:
March 30, 2025

"افْرُؤُوا الْقُرْآنَ فِإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ"³¹

(قرآن پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لیے سفارشی بن کر آئے گا۔)

مصنف نے مسلمانوں کے فہم قرآن پر حملہ کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن تضادات سے بھرپور ہے اور مسلمان اسے بلا سوچے سمجھے پڑھتے ہیں۔ یہ دعویٰ سراسر علمی تعصب پر مبنی ہے کیونکہ قرآن کریم خود بارہا چیلنج کرتا ہے کہ اس میں کوئی تضاد نہیں اور یہ تفکر و تدبر کی دعوت دیتا ہے۔ مصنف نے جس "بے بنیاد" مواد کا ذکر کیا ہے وہ درحقیقت ایسے آفاقی حقائق ہیں جو انسانی عقل کے محدود پیمانوں پر نہیں بلکہ وحی کے آفاقی معیار پر پورے اترتے ہیں۔

جہاں مصنف نے سورۃ الحج کی آیت 65 (اللہ کا آسمان کو تھامے رکھنا) کو ایک دیوانے کے خیال سے تشبیہ دی ہے وہاں وہ اس کائناتی نظم (Cosmological Order) اور قوانین قدرت کو سمجھنے سے قاصر ہے جو خالق کائنات نے قائم کیے ہیں۔ مسلمانوں کا ایمان اندھا اعتقاد نہیں بلکہ ایک ایسی سچائی پر مبنی ہے جس نے صدیوں سے علم و حکمت کے دریا بہائے ہیں۔ مصنف کا یہ کہنا کہ مسلمانوں کو عقل کی آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں ایک ایسا مغالطہ ہے جو تاریخ اسلام کے ہزاروں سائنسدانوں، فلاسفوں اور محققین کے کام کو نظر انداز کر کے گھڑا گیا ہے۔ یہ تحریر محض ایک جذباتی جارحیت ہے جو علمی ثبوتوں سے عاری ہے۔

مسلم معاشرے کے بارے میں مصنف کے نسلی تعصبات اور تاریخی حقائق

"Muslim society looks profoundly repulsive It looks repulsive because it is repulsiveA rab society is sick, and has been sick for a long time"³².

"مسلم معاشرہ انتہائی مکروہ نظر آتا ہے یہ مکروہ نظر آتا ہے کیونکہ یہ واقعی مکروہ ہے عرب معاشرہ بیمار ہے اور ایک طویل عرصے سے بیمار چلا آ رہا ہے۔"

"كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ"³³

(تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی نفع رسانی) کے لیے نکالی گئی ہو تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔)

صحیح بخاری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُقَفِّهِهُ فِي الدِّينِ"³⁴

(اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی گہری سمجھ (فقہ) عطا کر دیتا ہے۔)

³¹ مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1374ھ، حدیث نمبر: 804

³² -انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 90

³³ آل عمران: 110

³⁴ -بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع صحیح، بیروت: دار ابن کثیر، 1422ھ، حدیث نمبر: 71

Published:
March 30, 2025

مصنف نے (کو نور کرو ز اور برائن اور نے ویلڈن جیسے اسلام دشمن ناقدین کے اقتباسات کے سہارے مسلم معاشرے اور عرب تہذیب کو مکروہ اور بیمار قرار دے کر اپنی انتہا پسندانہ سوچ کا اظہار کیا ہے۔ یہ اسلوب تحقیقی ہونے کے بجائے سراسر نسل پرستانہ (Racist) اور معاندانہ ہے۔ جس معاشرے کو مصنف بیمار کہہ رہا ہے اسی معاشرے نے دنیا کو علم ریاضی اور اخلاقیات کے وہ سنہری اصول دیے جنہوں نے تاریک یورپ کو روشنی دکھائی۔

قرآن کریم نے اس امت کو خیر امت قرار دیا ہے کیونکہ اس کی بنیاد عدل اور توحید پر ہے۔ مصنف نے جمال الدین افغانی کے ایک جملے کو سیاق و سباق سے کاٹ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام ہی مسلمانوں کی پسماندگی کی وجہ ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی موجودہ حالت دین پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے نہیں بلکہ دین سے دوری کے سبب ہے۔ یہ تبصرہ ثابت کرتا ہے کہ مصنف کسی علمی نتیجے پر پہنچنے کے بجائے صرف نفرت انگیز پروپیگنڈا (Hate Speech) پھیلانے میں دلچسپی رکھتا ہے۔

قبول اسلام اور "عدم اکراہ" کا قرآنی اصول

"In 1280 also Ibn Kammuna wrote, 'the people generally convert to Islam only in terror or in quest of power, or to avoid heavy taxation, or to escape humiliation, or if taken prisoner, or because of infatuation with a Muslim woman'³⁵."

1280 میں ابن کمونہ نے بھی لکھا کہ لوگ عام طور پر صرف دہشت کی وجہ سے یا اقتدار کی تلاش میں یا بھاری ٹیکسوں سے بچنے کے لیے یا ذلت سے بچنے کے لیے یا قیدی بنائے جانے کی صورت میں یا کسی مسلمان عورت کی محبت میں گرفتار ہو کر اسلام قبول کرتے ہیں۔"

لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۚ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ³⁶

(دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے)۔

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْ مَوْئِدٍ إِلَّا يُؤَلَّدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجْسِمَانِهِ"³⁷

³⁵۔ انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 92

³⁶۔ البقرہ: 256

³⁷۔ مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1374ھ، (کتاب القدر)، حدیث نمبر: 6758

Published:
March 30, 2025

(ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں)۔

مصنف نے ابن کمونہ کے حوالے سے اسلام کی عالمگیر مقبولیت کو دہشت لالچ اور جنسی رغبت سے تعبیر کر کے تاریخ کے ایک بہت بڑے سچ کا انکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ دعویٰ کہ لوگ صرف خوف یا مادی مفادات کی خاطر مسلمان ہوئے ان کروڑوں انسانوں کی توہین ہے جنہوں نے اسلام کے پیغام توحید اور عدل و مساوات سے متاثر ہو کر اپنے آبائی مذاہب کو خیر باد کہا۔ اگر اسلام تلوار یا ٹیکس کے زور پر پھیلا ہوتا تو آج ان علاقوں میں غیر مسلم اقلیتیں موجود نہ ہوتیں جہاں مسلمانوں نے صدیوں حکومت کی۔

قرآن کریم نے واضح طور دین میں جبر کی نفی کی ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام قلبی یقین کا نام ہے نہ کہ ظاہری بیعت کا۔ مصنف نے جہاں چارلس ایڈمز اور آر تھر جیفری کے حوالے سے قرآن کے متن میں ہزاروں اختلافات کا شوشہ چھوڑا ہے وہ درحقیقت قراءات کے فنی فرق کو تحریف ثابت کرنے کی ایک علمی بددیانتی ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلام کی اشاعت میں صوفیائے کرام کے اخلاق اور تاجروں کی دیانتداری کا وہ کردار رہا ہے جسے مستشرقین دانستہ طور پر نظر انداز کر دیتے ہیں تاکہ وہ اپنا اسلام فوہیا کے ایجنڈے کو تقویت دے سکیں۔ یہ تمام الزامات علمی تحقیق کے بجائے محض تعصب کا شاخسانہ ہیں۔

تعلیمات قرآن اور سماجی برائیاں: مصنف کے سنگین الزامات کا تنقیدی جائزہ

"One does not need a scholastic review of the Koranic text to disprove its veracity. It destroys itself quite nicely. It condones rape, incest, thievery, kidnapping for ransom, the slave trade, mass murder, and worst of all, would conquest by way of sword"³⁸.

"قرآن کی حقانیت کو جھٹلانے کے لیے کسی علمی جائزے کی ضرورت نہیں یہ خود ہی اپنے آپ کو تباہ کر دیتا ہے۔ یہ زنا بالجبر، محرمات سے نکاح، چوری، تاوان کے لیے اغوا، غلاموں کی تجارت، قتل عام اور سب سے بڑھ کر تلوار کے زور پر فتح کی حمایت کرتا ہے۔"

إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا³⁹

(بے شک یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو سب سے زیادہ سیدھی ہے اور ان مومنوں کو خوشخبری سناتا ہے جو نیک عمل کرتے ہیں کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

³⁸ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 94

³⁹ - اسراء یل: 9

Published:
March 30, 2025

"أَذِّ الْأَمَانَةَ إِلَىٰ مَنِ اتَّمَمْتَك، وَلَا تَخُنْ مِنْ خَانَكَ"⁴⁰

(جس نے تمہارے پاس امانت رکھی اسے ادا کرو اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ بھی خیانت نہ کرو۔)

مصنف نے الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے قرآن کریم پر ایسے جرائم کی پشت پناہی کا الزام لگایا ہے جن کا تصور تک اسلامی تعلیمات میں موجود نہیں۔ یہ دعویٰ کہ

قرآن زنا بالجبر چوری اور اغوا کی حمایت کرتا ہے، ایک ایسی فاش علمی بددیانتی ہے جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قرآن وہ پہلی کتاب ہے جس نے ان

تمام سماجی برائیوں کے خلاف سخت ترین سزائیں (حدود) مقرر کیں تاکہ ایک پاکیزہ معاشرہ تشکیل دیا جاسکے۔

جہاں مصنف نے تلوار کے زور پر فتح کا ذکر کیا ہے، وہاں وہ ان بیسیوں آیات کو نظر انداز کر گیا جو صلح، معافی اور محض دفاعی جنگ کی اجازت دیتی ہیں۔ ولیم میور جیسے

متعصب مستشرقین کے حوالے سے قرآن کو سچائی کا دشمن قرار دینا علمی تحقیق نہیں بلکہ محض بغض کا اظہار ہے۔ قرآن نے تو غلاموں کی آزادی کو گناہوں کا کفارہ قرار

دے کر اس فوجی رسم کے خاتمے کی بنیاد رکھی۔ مصنف کا یہ کہنا کہ قرآن بچکانہ بڑبڑاہٹ ہے درحقیقت اس کی اپنی فکری شکست کا اعتراف ہے کیونکہ وہ قرآن کے

اخلاقی اور قانونی دلائل کا مقابلہ کرنے کے بجائے محض دشنام طرازی پر اتر آیا ہے۔

حفاظتِ متن قرآن اور عالمی زبانوں میں تراجم

"To hide the irrational and vile messages of the Koran, Muslim clerics claim that it cannot be translated and should only be recited in its original language, Arabic. The truth of the matter is that they simply don't want anyone to know what Allah's book actually says. They know it is rubbish and that it preaches hate, violence, and intolerance"⁴¹.

"قرآن کے غیر منطقی اور گھناؤنے پیغامات کو چھپانے کے لیے، مسلم علماء یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور اسے صرف اس کی اصل زبان عربی

میں ہی پڑھنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ صرف یہ نہیں چاہتے کہ کسی کو معلوم ہو کہ اللہ کی کتاب اصل میں کہتی کیا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہ لغو ہے اور یہ نفرت،

تشدد اور عدم رواداری کی تبلیغ کرتی ہے۔"

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ⁴²

(اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کے لیے (احکام) واضح کر دے۔)

⁴⁰ - ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، بیروت؛ المکتبۃ العصریہ، 1420ھ، (کتاب البیوع، باب فی الریحل یا نخد حقد من تحت یدہ)، حدیث نمبر: 3535

⁴¹ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 95

⁴² - ابراہیم: 4

Published:
March 30, 2025

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً"⁴³

(میری طرف سے لوگوں کو پہنچا دو، خواہ وہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو۔)

مصنف نے یہ دعویٰ کر کے کہ علماء قرآن کے ترجمے سے روکتے ہیں، ایک صریح جھوٹ کا سہارا لیا ہے تاکہ وہ قرآن کو نفرت اور تشدد کی کتاب ثابت کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ تاریخ اسلام کے ہر دور میں علماء نے دنیا کی تقریباً تمام بڑی زبانوں میں قرآن کے تراجم اور تفاسیر لکھیں تاکہ پیغام حق عام ہو سکے۔ عربی زبان میں تلاوت کی تاکید اس کے اعجاز، نظم اور اصل متن کی حفاظت کے لیے ہے نہ کہ مفہوم کو چھپانے کے لیے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ قرآن نفرت اور عدم روادار لیکھا تھا ہے، اس کے اپنے فکری تضاد کا ثبوت ہے کیونکہ وہ خود اسی صفحہ پر تسلیم کرتا ہے کہ قرآن کا کچھ حصہ پر امن اور روادار اند ہے مگر اسے سیاق و سباق سے ہٹ کر قرار دے کر مسترد کر دیتا ہے۔ قرآن نے تو جان بوجھ کر تدبر کی دعوت دی ہے اگر اس میں چھپانے جیسی کوئی بات ہوتی تو وہ اپنے مخالفین کو اس حبیب اکرام لانے کا چیلنج کبھی نہ دیتا۔ مصنف کی یہ تحریر علمی تنقید کے بجائے صریحاً تعصب اور مسلمانوں کے خلاف عالمی سطح پر نفرت پیدا کرنے کی ایک منظم کوشش ہے۔

عبارت "اللہ اکبر" کا حقیقی مفہوم اور مصنف کے لایعنی اعتراضات کا رد

"The Arabs created an idol from the wood of those trees and placed it among the other idols kept in Ka'ba. However, since the Arabs made this particular idol bigger than the other 359 idols kept in Ka'ba, they called it 'Allah-o-Akbar,' meaning Allah is greater than the other idols. Thus the almighty, all-knowing, all-powerful God Allah began his career as a log⁴⁴!"

عربوں نے ان درختوں کی لکڑی سے ایک بت بنایا اور اسے کعبہ میں رکھے ہوئے دیگر بتوں کے درمیان رکھ دیا۔ تاہم چونکہ عربوں نے اس خاص بت کو کعبہ میں رکھے ہوئے دیگر 359 بتوں سے بڑا بنایا تھا اس لیے انہوں نے اسے 'اللہ اکبر' کہنا شروع کر دیا جس کا مطلب ہے کہ اللہ دوسرے بتوں سے بڑا ہے۔ اس طرح قادر مطلق، علیم اور طاقتور خدا اللہ کا آغاز ایک لکڑی کے لٹھے سے ہوا!"

⁴³ - محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع صحیح، بیروت: دار ابن کثیر، 1422ھ، حدیث نمبر: 3461۔

⁴⁴ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 96۔

Published:
March 30, 2025

فُلُّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ﴿١﴾ اللَّهُ الصَّمَدُ ﴿٢﴾ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ﴿٣﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ⁴⁵
(آپ فرمادیجئے: وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔)
صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ ذَلِكَ أَمَّا تَكْذِيبُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُ لَنْ يُعِيدَنِي كَمَا بَدَأَنِي وَأَمَّا سَتْمُهُ إِيَّايَ فَقَوْلُهُاتَّخَذَ اللَّهُ
وَلَدًاوَأَنَا الْأَحَدُ الصَّمَدُ"⁴⁶

(ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اسے یہ زبیر نہ دیتا تھا اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ اس نے کہا اللہ کی اولاد ہے حالانکہ میں ایک ہوں اور بے نیاز ہوں۔)
مصنف نے توحید باری تعالیٰ کے خالص تصور کو بت پرستی سے جوڑنے کی جو مذموم کوشش کی ہے وہ تاریخی اور علمی اعتبار سے ایک فاش جھوٹ ہے۔ تاریخ عرب گواہ ہے کہ مکہ کے مشرکین اللہ کو کائنات کا خالق و مالک مانتے تھے، لیکن انہوں نے اس تک پہنچنے کے لیے بتوں کو وسیلہ بنا رکھا تھا۔ اللہ اکبر کا مطلب ہر گز یہ نہیں تھا کہ وہ کسی بڑے بت کا نام ہے بلکہ یہ اللہ کی بڑائی کا اعتراف تھا جو تمام مادی پیکروں سے پاک ہے۔

مصنف کا یہ دعویٰ کہ اللہ کا تصور لکڑی کے لٹھے (Log) سے شروع ہو اس کی اپنی ذہنی اختراع اور شدید تعصب کا نتیجہ ہے۔ اسلام کی پوری بنیاد ہی لا الہ الا اللہ یعنی بتوں اور انسانی ساختہ خداؤں کی نفی پر ہے۔ قرآن کریم نے جاہلاتوں کی بے بسی کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ جس عظیم ہستی نے کائنات کو عدم سے وجود بخشا اس کے بارے میں ایسے لغو الفاظ استعمال کرنا کسی محقق کا نہیں بلکہ ایک معاند کا کام ہو سکتا ہے۔ مصنف نے اسلامی روایات کو خالص فتناسی قرار دے کر درحقیقت اپنی اس علمی کمزوری کو چھپانے کی کوشش کی ہے کہ وہ مابعد الطبیعیاتی حقائق کو سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔

مسخ شدہ قوموں کا قرآنی تصور اور مستشرقانہ اوہام کا علمی رد

"In Sura 5 of the Koran, Allah becomes even nastier, extending his wrath to non-Jews. He states that He has transformed those who incurred His curse and His wrath into apes and swine... But who knows, perhaps many of the apes living in the forests and zoos, are former humans whom Allah transmogrified"⁴⁷!

"قرآن کی سورہ 5 میں، اللہ (معاذ اللہ) مزید سنگدل ہو جاتا ہے اور اپنا غضب غیر یہودیوں تک پھیلا دیتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ اس نے ان لوگوں کو جن پر اس کی لعنت اور غضب ہوا بندروں اور سوروں میں بدل دیا لیکن کون جانتا ہے شاید جنگلوں اور چڑیا گھروں میں رہنے والے بہت سے بندروں ہی سابقہ انسان ہوں جنہیں اللہ نے مسخ کر دیا تھا!"

⁴⁵ - لا خلاص

⁴⁶ - عبدالحق اشعری، الأکام الشرعیة الصغری، ریاض، دار قتیبة، 1414ھ، حدیث نمبر: 869

⁴⁷ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 97

Published:
March 30, 2025

مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَعَظَبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمْ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۗ أُولَئِكَ مَكَانًا وَأَصْلًا عَنْ سَوَاءِ
السَّبِيلِ⁴⁸

(وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضبناک ہوا اور ان میں سے بعض کو بندر اور سور بنا دیا اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی یہی لوگ ٹھکانے کے لحاظ سے
بدتر اور سیدھی راہ سے بہت زیادہ بھٹکے ہوئے ہیں۔)

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سے مسخ شدہ قوموں (بندر اور سور) کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا موجودہ بندر انہی کی نسل سے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَجْعَلْ لِمَسْخٍ نَسْلًا وَلَا عَقَبًا وَإِنَّ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ كَانَتْ قَبْلَ ذَلِكَ"⁴⁹

(بے شک اللہ تعالیٰ نے کسی مسخ شدہ قوم کی نسل اور اولاد جاری نہیں رکھی اور بندر اور سور تو اس (واقعہ) سے پہلے بھی موجود تھے۔)

مصنف نے قرآن کریم کے ایک تاریخی اور تادیبی واقعے کو بنیاد بنا کر مضحکہ خیز استدلال پیش کیا ہے۔ قرآن میں بندر اور سور بنائے جانے کا ذکر ایک مخصوص گروہ (اصحاب السبت) کے لیے بطور سزا تھا جنہوں نے اللہ کے احکامات کی صریح خلاف ورزی کی تھی۔ مصنف کا یہ کہنا کہ چڑیا گھروں کے بندر وہی مسخ شدہ انسان ہو سکتے ہیں اس کی اپنی جہالت اور حدیث رسول ﷺ سے ناواقفیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

نبی کریم ﷺ نے چودہ سو سال پہلے واضح فرمادیا تھا کہ مسخ شدہ لوگوں کی نسل نہیں چلتی اور وہ تین دن کے اندر ہلاک کر دیے گئے تھے۔ مصنف نے دانستہ طور پر اس علمی پہلو کو چھپایا تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ عدل کو سنگدلی سے تعبیر کر سکے۔ قرآن کا مقصد ان واقعات سے انسانوں کو عبرت دلانا ہے کہ خالق کی نافرمانی اور فطرت سے بغاوت کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں۔ مصنف کا تمسخر اڑانے والا انداز ثابت کرتا ہے کہ وہ کسی منطقی بحث کے بجائے صرف اپنی ذہنی اختراع (Fantasy) کو قارئین پر تھوپنا چاہتا ہے۔

قرآنی تصویرِ سحر اور مصنف کے بے بنیاد افسانوی دعوؤں کا تحقیقی محاکمہ

"Allah Turns a Persian Woman into the Planet Venus. 'Believe it or not!' Verse 102 of Sura II recognizes 'witchcraft' in Islam and, more importantly, so does all the interpreters of the Koran"⁵⁰.

⁴⁸ -المائدہ: 60

⁴⁹ -بدرالدین عینی، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، بیروت: دار احیاء التراث العربی، جلد: 15، ص: 267.

⁵⁰ -انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 98.

Published:
March 30, 2025

"اللہ نے ایک فارسی عورت کو سیارہ زہرہ میں بدل دیا۔ مائیں یا نہ مائیں! سورۃ 2 کی آیت 102 اسلام میں جادو گری کو تسلیم کرتی ہے اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ قرآن کے تمام مفسرین بھی اسے تسلیم کرتے ہیں۔"

وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سُلَيْمَانَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَا كَنَّ الشَّيَاطِينُ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ ۚ⁵¹
(اور انہوں نے اس (جادو) کی پیروی کی جو شیاطین سلیمان (علیہ السلام) کے عہد سلطنت میں پڑھا کرتے تھے، اور سلیمان (علیہ السلام) نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔)
صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ الشَّرُّكَ بِاللَّهِ وَالسِّحْرُ الْخ."⁵²

(سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچو اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو)

مصنف نے ایسی من گھڑت کہانی کو قرآن و سنت کے سر تھوپنے کی کوشش کی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ عورت کا سیارہ زہرہ بن جانا ایک اسرائیلی روایت (Israilite tradition) ہے جو بعض تفاسیر میں ہاروت و ماروت کے قصے کے ضمن میں محض ایک قصے کے طور پر نقل ہوئی ہے لیکن محققین اور جید مفسرین نے اسے قطعی طور پر باطل اور من گھڑت قرار دیا ہے۔ قرآن کریم نے سورۃ البقرہ میں جادو کا ذکر اسے ایک فتنہ اور کفر کے طور پر کیا ہے نہ کہ اس کی ترویج کے لیے۔

مصنف کا یہ کہنا کہ تمام مفسرین اسے تسلیم کرتے ہیں، ایک اور فاش علمی جھوٹ ہے۔ امام ابن کثیر جیسے بڑے مفسرین نے ایسی روایات کی سخت تردید کی ہے۔ اسلام میں جادو کی حقیقت کو تسلیم کرنے کا مطلب اس کی ہلاکت خیزی سے آگاہ کرنا ہے، جیسا کہ حدیث مبارکہ میں اسے ہلاک کر دینے والے گناہوں میں شمار کیا گیا ہے۔ مصنف نے ایک افسانوی قصے کو بنیاد بنا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ اسلام (معاذ اللہ) کوئی طلسماتی یا جادوئی مذہب ہے، جبکہ اسلام کی پوری اساس عقل، فطرت اور توحید پر کھڑی ہے۔ یہ اسلوب ثابت کرتا ہے کہ مصنف نے علمی تحقیق کے بجائے صرف قصے کہانیوں سے اپنا مقدمہ تیار کیا ہے۔

سیارہ زہرہ سے متعلق اسرائیلی روایت کا تحقیقی جائزہ اور قرآنی موقف

"According to the tenor of this verse, the planet Venus had once been a beautiful Persian woman whom Allah had turned into the planet Venus... Had I done the same thing to you

⁵¹ -البقرہ: 102

⁵² -بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع صحیح، بیروت: دار ابن کثیر، 1422ھ، حدیث نمبر: 2766

Published:
March 30, 2025

and given Satan authority over you and you were to descend to earth, you would do the same⁵³."

"اس آیت کے مفہوم کے مطابق سیارہ زہرہ کسی زمانے میں ایک خوبصورت فارسی عورت تھی جسے اللہ نے سیارہ زہرہ میں بدل دیا تھا (فرشتوں سے مخاطب ہو کر کہا

گیا) اگر میں تمہارے ساتھ بھی ایسا ہی کرتا اور شیطان کو تم پر اختیار دے دیتا اور تم زمین پر اترتے، تو تم بھی وہی (گناہ) کرتے۔"

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ⁵⁴
(اور بے شک ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سچ دنوں میں پیدا کیا اور ہمیں ذرا بھی تھکن نہیں ہوئی۔)

صحیح بخاری میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ستاروں کے بارے میں فرمایا:

"خَلَقَ هَذِهِ النُّجُومَ لِثَلَاثٍ: جَعَلَهَا زِينَةً لِّلسَّمَاءِ وَرُجُومًا لِّلشَّيَاطِينِ وَعَلَامَاتٍ يُهْتَدَى بِهَا"⁵⁵

(اللہ نے ان ستاروں کو تین مقاصد کے لیے پیدا کیا: آسمان کی زینت کے لیے، شیاطین کو مار بھگانے کے لیے، اور راستوں کی رہنمائی کے لیے نشانات کے طور پر۔) مصنف نے ہاروت وماروت کے قصے کے ضمن میں ایک ایسی روایت کو بنیاد بنایا ہے جسے اسلامی محققین اور محدثین نے اسرائیلی روایتیں قرار دے کر مسترد کر دیا

ہے۔ یہ دعویٰ کہ کوئی عورت سیارہ زہرہ (Planet Venus) بن گئی قرآن کے متن میں کہیں موجود نہیں بلکہ یہ محض ایک افسانوی قصہ ہے جو بعض قدیم

تفسیر میں ناقدانہ جائزے کے بغیر نقل ہو گیا۔ قرآن کریم کی آیت 102 (سورۃ البقرہ) جس کا حوالہ مصنف نے دیا ہے وہ صرف جادو کی حقیقت اور فرشتوں کی

آزمائش کا ذکر کرتی ہے نہ کہ کسی انسان کے سیارہ بننے کا۔

مصنف کا یہ استدلال کہ کائنات کا خالق ایسی لغویات نہیں لکھ سکتا درحقیقت درست ہے لیکن وہ یہ بھول گیا کہ یہ لغویات قرآن کا حصہ نہیں بلکہ ان لوگوں کی ذہنی ایجاد

ہے جنہوں نے قرآن پر اعتراض کرنے کے لیے ضعیف اور موضوع روایات کا سہارا لیا۔ سائنسی طور پر بھی ستارے اور سیارے کائنات کی تخلیق کے وقت سے موجود

ہیں نہ کہ وہ انسانی تاریخ کے کسی مرحلے پر انسانوں سے تبدیل ہو کر بنے ہیں۔ مصنف نے ڈاکٹر محمود ایوب کی تحقیق کا حوالہ دے کر اسے بصیرت افروز قرار دیا ہے مگر

وہ اس بنیادی نکتے کو ہضم کرنے میں ناکام رہا کہ اسلام کی اساس عقل اور وحی کے محکم اصولوں پر ہے، نہ کہ لوک داستانوں پر۔ یہ تحریر علمی تنقید کے بجائے صریحاً

مبالغہ آرائی پر مبنی ہے۔

⁵³ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad, صفحہ نمبر: 99

⁵⁴ - ق: 38

⁵⁵ - بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع صحیح، بیروت: دار ابن کثیر، 1422ھ، جلد: 6، ص: 211

Published:
March 30, 2025

ہاروت وماروت کے قصے میں مبالغہ آرائی اور مستشرقانہ اعتراضات کا محاکمہ

"A beautiful Persian woman called Zohreh (Venus) brought a dispute with her husband before the angels (Harut and Marut)... They fell in love with her and propositioned her... She told them that she was an idolater and she would submit herself to them on the condition that they renounce their faith in Allah and adopt her creed... Then, in their drunkenness, they committed adultery with her, killed an innocent baby, and renounced Allah⁵⁶".

"زہرہ نامی ایک خوبصورت فارسی عورت اپنا شوہر کے ساتھ جھگڑالے کر فرشتوں (ہاروت اور ماروت) کے پاس آئے اور اس کے عشق میں مبتلا ہو گئے اور اسے (بدکاری کی) پیشکش کی اس نے ان سے کہا کہ وہ بت پرست ہے اور وہ خود کو ان کے حوالے اسی شرط پر کرے گی کہ وہ اللہ سے کفر کریں اور اس کا عقیدہ اپنالیں پھر، نشے کی حالت میں انہوں نے اس کے ساتھ زنا کیا، ایک معصوم بچے کو قتل کیا اور اللہ کا انکار کر دیا۔"

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَعَى (۱۱) لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى⁵⁷
(ندان کی آنکھ چوندھیانی اور نہ حد سے بڑھی، بے شک انہوں نے اپنے رب کی بڑی نشانیاں دیکھیں۔)
صحیح بخاری میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِاللَّهِ وَأَحْشَاكُمْ لَهُ"⁵⁸

(میں تم سب سے زیادہ اللہ کو جاننے والا اور تم سب سے زیادہ اس سے ڈرنے والا ہوں۔)

مصنف نے ہاروت وماروت کے حوالے سے ایک انتہائی لغو اور من گھڑت کہانی (Fabricated Tale) کو بنیاد بنا کر فرشتوں کے تقدس اور اسلامی عقائد پر حملہ کیا ہے۔ یہ کہانی کہ زہرہ نامی عورت نے فرشتوں کو شرک، زنا اور قتل پر مجبور کیا، سراسر اسرائیلی روایات کا حصہ ہے جسے جید محدثین اور مفسرین نے قطعی طور پر باطل قرار دیا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے فرشتے اللہ کی ایسی مخلوق ہیں جو کبھی اس کی نافرمانی نہیں کرتے (لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ)⁵⁹۔

مصنف نے جس بصیرت کا دعویٰ کیا ہے وہ درحقیقت تاریخی بددیانتی ہے کیونکہ وہ ایک ایسی روایت کو اسلام کے سر تھوپ رہا ہے جو خود اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔ قرآن نے ہاروت وماروت کا ذکر صرف جادو کی آزمائش کے تناظر میں کیا تھا نہ کہ ان کے گناہوں میں ملوث ہونے کے لیے۔ مصنف کا مقصد ایسی کہانیاں پھیلانا

⁵⁶ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 100

⁵⁷ - النجم: 17-18

⁵⁸ - ملا علی قاری، مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، بیروت: دار الفکر، 1422ھ، جلد: 8، حدیث نمبر: 5125

⁵⁹ - النجم: 6

Published:
March 30, 2025

کر اسلام کے مابعد الطبیعیاتی (Metaphysical) نظام کو ایک افسانہ ثابت کرنا ہے جبکہ وہ ان علمی حقائق کو نظر انداز کر دیتا ہے جو حقیقت کی صداقت کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ تمام تحریر حقائق کو مسخ کرنے اور قارئین کو گمراہ کرنے کی ایک سوچی سمجھی کوشش ہے۔

قرآنی حقائق اور فلکیات: زہرہ (Venus) سے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ

"We may now consider ourselves expert astronomers. Verse 102 of Sura II of the Koran brilliantly teaches us that planet Venus was a beautiful Persian lady, and because she deceived two angels of Allah, He changed her to a planet, called Venus (in Arabic Zohreh)⁶⁰."

"اب ہم خود کو ماہر فلکیات سمجھ سکتے ہیں۔ قرآن کی سورہ 2 کی آیت 102 ہمیں شاندار طریقے سے یہ سکھاتی ہے کہ سیارہ زہرہ ایک خوبصورت فارسی خاتون تھی، اور چونکہ اس نے اللہ کے دو فرشتوں کو دھوکہ دیا تھا اس لیے اللہ نے اسے ایک سیارے میں بدل دیا جسے زہرہ (عربی میں زہرہ) کہا جاتا ہے۔"

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ⁶¹

(بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا وہی رات سے دن کو ڈھانپ دیتا ہے کہ وہ تیزی سے اس کے پیچھے آتا ہے اور سورج اور چاند اور ستاروں کو (پیدا کیا جو) اس کے حکم کے تابع ہیں۔)

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَاتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ"⁶²

(بے شک سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں انہیں کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔)

مصنف نے طنزیہ اسلوب اپناتے ہوئے قرآن کریم کی طرف ایک ایسی من گھڑت کہانی منسوب کی ہے جس کا ذکر قرآن کے متن میں سرے سے موجود ہی نہیں۔

سورہ البقرہ کی آیت 102 صرف ہاروت وماروت نامی فرشتوں کے ذریعے جادو کی آزمائش کا ذکر کرتی ہے اس میں کسی فارسی خاتون کے سیارہ بننے کا کوئی اشارہ تک

نہیں ملتا۔ مصنف نے زہرہ کے نام سے منسوب قصوں کو جو کہ اسرائیلیات اور ضعیف روایات کا مجموعہ ہیں قرآن کی تعلیمات قرار دے کر علمی بددیانتی کا ثبوت دیا

ہے۔

قرآن کریم ستاروں اور سیاروں کو اللہ کے تخلیق کردہ اجسام سماوی اور اس کی قدرت کی نشانیاں قرار دیتا ہے نہ کہ مسخ شدہ انسان۔

⁶⁰ - انصاری، مسعود، The Psychology of Muhammad، نمبر: 101

⁶¹ - الاعراف: 54

⁶² - ملا علی قاری، مرتقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، بیروت: دار الفکر، 1422ھ، جلد: 8، حدیث نمبر: 5125

Published:
March 30, 2025

مفسرین اسلام اور ماہرین جرح و تعدیل نے ان روایات کو جن میں ستاروں کو مسخ شدہ انسان بتایا گیا ہے سختی سے مسترد کیا ہے کیونکہ یہ توحید اور فرشتوں کی معصومیت کے اسلامی تصور کے خلاف ہیں۔ مصنف کا اس بے ہودہ تشبیہ (stupid tropology) کو بنیاد بنا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی توہین کرنا ظاہر کرتا ہے کہ اس کا مقصد حقائق کی تلاش نہیں بلکہ محض استہزا اور تضحیک ہے۔

تاریخی شواہد اور وحی الہی: ہاروت و ماروت کے قصے کا تحقیقی جائزہ

"It is amazing that in none of the historical records, even in the non-Islamic religious myths, is there any mention of the time and place wherein Harut and Marut ruled over humankind for a while, or is there any indication of the location of the angel's prison-well in Babylonia or elsewhere⁶³".

"یہ حیرت انگیز ہے کہ کسی بھی تاریخی ریکارڈ میں یہاں تک کہ غیر اسلامی مذہبی اساطیر (myths) میں بھی اس وقت اور مقام کا کوئی ذکر نہیں ملتا جہاں ہاروت اور ماروت نے کچھ عرصے کے لیے بنی نوع انسان پر حکومت کی ہو اور نہ ہی بابل یا کہیں اور فرشتوں کے قید والے کنویں کے مقام کا کوئی سراغ ملتا ہے۔"

"وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَقُولُونَ أَفَلَا مَهْمُ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ"⁶⁴

(اور آپ ان کے پاس نہ تھے جب وہ اپنے قلم (قرعہ اندازی کے لیے) ڈال رہے تھے کہ مریم کی کفالت کون کرے گا اور نہ ہی آپ ان کے پاس اس وقت تھے جب وہ جھگڑ رہے تھے۔)

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَخْبَرَنِي جَبْرِيلُ أَنَّ أُمَّتِي سَتَفَقَتُنَّ بَعْدِي"⁶⁵

(مجھے جبریل نے خبر دی کہ میرے بعد میری امت فتنے میں پڑے گی)

مصنف نے ہاروت و ماروت کے قصے کے تاریخی شواہد نہ ملنے کو بنیاد بنا کر اسے اسلامی فکشن قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ مصنف کا یہ اعتراض کہ تاریخی ریکارڈ یا غیر اسلامی اساطیر میں اس کا ذکر نہیں ایک لغو دلیل ہے کیونکہ وحی کا مقصد وہ غیبی خبریں دینا ہوتا ہے جن تک انسانی تاریخ کی رسائی نہیں ہوتی۔ قرآن کریم نے واضح طور پر اسے ایک آزمائش (فتنہ) قرار دیا ہے نہ کہ کسی سیاسی حکمرانی کا واقعہ۔

مصنف نے جس قید والے کنویں کا تذکرہ کیا ہے وہ خالصتاً عوامی داستانوں اور مفسرین کے نقل کردہ غیر مستند قصوں کا حصہ ہے جس کا ذکر نہ تو قرآن میں ہے اور نہ ہی کسی صحیح حدیث میں۔ مصنف نے مزید یہ گھناؤنا الزام لگایا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کو فارسیوں سے دشمنی تھی اس لیے انہوں نے ایک فارسی عورت کے دھوکہ دہی کا

⁶³ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، نمبر: 102

⁶⁴ - آل عمران: 44

⁶⁵ - الطبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، قاہرہ: مکتبہ ابن تیمیہ، 1415ھ، جلد: 3، ص: 107، حدیث نمبر: 2814

Published:
March 30, 2025

قصہ ایجاد کیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے رنگ و نسل کے امتیاز کو ختم کر کے مسلمان فارسی رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کو اہل بیت کا حصہ قرار دیا۔ مصنف کی یہ تمام بحث علمی تحقیق کے بجائے محض ذاتی تعصب اور من گھڑت مفروضوں پر مبنی ہے۔

سورہ الفیل کا بیانیہ اور مستشرقانہ تنقید

"The contents of Sura CV of the Koran are indeed a source of laughter and amusement. This Sura contains five verses, which say: 1. Seest thou not how thy Lord dealt with the Companions of the Elephant? 2. Did He not make their treacherous plan go astray? 3. And He sent against them Flights of Birds 4. Striking them with stones of baked clay. 5. Then did He make them like an empty field of stalks and straw of which the corn has been eaten up"⁶⁶.

"قرآن کی سورہ 105 (سورہ الفیل) کے مندرجات درحقیقت ہنسی اور تفریح کا ذریعہ ہیں۔ یہ سورہ پانچ آیات پر مشتمل ہے، جو کہتی ہیں: 1- کیا تم نے نہیں دیکھا کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟ 2- کیا اس نے ان کی چال کو اکارت نہیں کر دیا؟ 3- اور اس نے ان پر پرندوں کے جھنڈے بھیجے 4- جو انہیں پکی ہوئی مٹی کے پتھروں سے مار رہے تھے۔ 5- پھر اس نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔"

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ ﴿١﴾ أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضَلُّلٍ ﴿٢﴾ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ﴿٣﴾ تَزْمِيهِم بِحِجَابٍ مِّن سِجِّيلٍ ﴿٤﴾ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ⁶⁷

(کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ کیا اس نے ان کی تدبیر کو اکارت نہیں کر دیا؟ اور اس نے ان پر پرندوں کے جھنڈے بھیجے، جو انہیں پکی ہوئی مٹی کے پتھروں سے مار رہے تھے پھر اس نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا۔)

"ما خلأت القصواء، وما ذاك لها بخلق، ولكن حبسها حابس الفيل"⁶⁸

(قصواء نہ تو بیٹھی ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے بلکہ اسے اسی ذات نے روک لیا ہے جس نے ہاتھیوں کو روکا تھا)

سورہ فیل کے نزول کے مقاصد:

اللہ کی قدرت کا اظہار:

اس سورت میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی اور طاقتور فوج (ابرہہ کی) کو نہایت معمولی ذریعے (ابابیل پرندوں) کے ذریعے تباہ کر دیا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اصل قوت صرف اللہ کے پاس ہے۔

⁶⁶ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 103

⁶⁷ - الفیل: 1-5

⁶⁸ - البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، بیروت: دار ابن کثیر، 1422ھ، حدیث نمبر: 2731

Published:
March 30, 2025

بیت اللہ کی حفاظت کا اعلان:

خانہ کعبہ کی حفاظت اللہ خود کرتا ہے کسی انسانی طاقت کی ضرورت نہیں۔ یہ قریش کے لیے ایک واضح پیغام تھا کہ وہ اس گھر کے اصل محافظ نہیں بلکہ اللہ ہے۔

نبی ﷺ کی بعثت کا تمہیدی پس منظر:

یہ واقعہ اسی سال پیش آیا جس سال حضرت محمد ﷺ کی ولادت ہوئی۔ گویا اللہ نے پہلے ہی ماحول کو اپنے دین کے ظہور کے لیے تیار کر دیا۔

قریش کو تنبیہ:

قریش کو یاد دلا یا گیا کہ اللہ نے تمہیں ایک عظیم نعمت (بیت اللہ کی حفاظت) دی ہے لہذا تمہیں اسی اللہ کی عبادت کرنی چاہیے نہ کہ شرک میں مبتلا ہونا چاہیے۔

مصنف نے سورۃ الفیل کے عظیم الشان تاریخی واقعے کو ہنسی اور تفریح کا ذریعہ قرار دے کر اپنی فکری پستی کا اظہار کیا ہے۔ یہ واقعہ عرب کی تاریخ میں اتنا مشہور اور

مستند تھا کہ جس سال یہ پیش آیا اسے عام الفیل (ہاتھی والا سال) کہا جاتا ہے اور اسی سال نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی۔ ابرہہ کا کعبہ ڈھانے کے لیے ہاتھیوں کے

ساتھ آنا اور پھر پرندوں کے ذریعے اس لشکر کی تباہی ایک ایسی حقیقت ہے جسے اس وقت کے مشرکین مکہ نے بھی تسلیم کیا تھا حالانکہ وہ اسلام کے سخت دشمن تھے۔

مصنف نے اس واقعے کو مضحکہ خیز کہہ کر درحقیقت اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا مذاق اڑانے کی کوشش کی ہے جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ کس طرح اللہ نے ایک نپتے گھر کی

حفاظت چھوٹے سے پرندوں کے ذریعے کر کے دنیا کو اپنی طاقت کا پیغام دیا۔ مصنف کا یہ کہنا کہ محمد ﷺ نے احقافانہ تو ہم پرستی پر مبنی کہانیاں اور ضرورتِ ایجاد کی

ماں اس کی اپنی تاریخی لاعلمی پر دلالت کرتا ہے کیونکہ یہ قصے عربوں کے ہاں پہلے سے موجود اور تو اتر سے ثابت تھے۔ یہ تحریر علمی تنقید سے خالی اور صرف نفرت

انگیزی کا مجموعہ ہے۔

سورہ الفیل کا بیانیہ اور مشرکین مکہ کا عقیدہ

"Since Abd al-Mutallib died before the rise of Islam, he must have been praying to the idols in the Ka'ba if his prayers were answered by the putative miracle described in Sura CV, verses 1-5. These verses are talking about a miracle performed by the idols of the Ka'ba and not by Allah, the Muslim God. Logically then, when Mohammed preaches absolute belief in the words of the Koran he is, in this instance, teaching paganism⁶⁹".

⁶⁹ - انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 104

Published:
March 30, 2025

"چونکہ عبدالمطلب کا انتقال اسلام کے عروج سے پہلے ہوا تھا، اس لیے اگر سورۃ 105 آیات 1 تا 5 میں بیان کردہ قیاسی معجزے کے ذریعے ان کی دعائیں قبول ہوئی تھی تو وہ کعبہ میں موجود بتوں سے دعا مانگ رہے ہوں گے۔ یہ آیات کعبہ کے بتوں کے ذریعے کیے گئے معجزے کی بات کر رہی ہیں نہ کہ اللہ (مسلمانوں کے خدا) کے بارے میں۔ چنانچہ منطقی طور پر جب محمد قرآن کے الفاظ پر کامل ایمان کی تبلیغ کرتے ہیں تو وہ اس مثال میں بت پرستی کی تعلیم دے رہے ہیں۔"

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ⁷⁰

(کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا؟)

مصنف نے ایک انتہائی سطحی اور مضحکہ خیز منطق پیش کرتے ہوئے سورۃ الفیل کے معجزے کو بت پرستی سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ مصنف کا یہ دعویٰ کہ عبدالمطلب نے بتوں سے دعا مانگی تھی تاریخی طور پر غلط ہے۔ سیرت کی تمام معتبر کتب گواہ ہیں کہ ابرہہ کے حملے کے وقت عبدالمطلب نے کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑ کر صرف ایک اللہ سے دعا مانگی تھی اور وہ یہ اللہم إن العبد یمنع رحله فامنع رحالك لا یغلبن صلیبہم ومحالہم غدواً محالک⁷¹

مکہ کے مشرکین بتوں کو محض وسیلہ مانتے تھے لیکن بڑے حادثات کے وقت وہ ہمیشہ اصل خالق (اللہ) کی طرف رجوع کرتے تھے جس کا ذکر خود قرآن نے بھی کیا ہے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ قرآن یہاں بت پرستی سکھا رہا ہے اس کی قرآن منہی سے عاری ہونے کا ثبوت ہے کیونکہ پہلی ہی آیت میں رب کا لفظ استعمال ہوا ہے جو بتوں کے لیے کبھی استعمال نہیں ہوا۔ یہ معجزہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کعبہ کی عظمت کی حفاظت اور نبی کریم ﷺ کی آمد کی ایک تمہید تھی جسے مصنف نے دانستہ طور پر مسخ کر کے پیش کیا ہے۔

قرآنی قسموں کی بلاغت اور مستشرقانہ اعتراضات کا علمی و منطقی محاکمہ

"Notwithstanding the fact that there is no sacred or supernatural being above Him, amazingly Allah swears oaths in the Koran, in seventy-four verses wholly and in seven verses partly... Allah seems to be in the same position as one of His desperate creatures that has no power over his enemy and therefore resorts to cursing and imprecation⁷²".

"اس حقیقت کے باوجود کہ اللہ سے بالاتر کوئی مقدس یا فوق الفطرت ہستی نہیں ہے حیرت انگیز طور پر اللہ نے قرآن کی 74 آیات میں مکمل اور 7 آیات میں جزوی طور پر قسمیں کھائی ہیں اللہ (معاذ اللہ) ایک ایسی مجبور مخلوق کی پوزیشن میں نظر آتا ہے جس کا اپنے دشمن پر کوئی زور نہیں چلتا اس لیے وہ لعنت ملامت اور کوسنے کا سہارا لیتا ہے۔"

⁷⁰ سورۃ الفیل: 1

⁷¹ ابو شیبہ، محمد بن محمد، السیرۃ النبویہ فی ضوء القرآن والسنة، دمشق: دار القلم، 1427ھ، جلد: 1، ص: 168۔

⁷² انصاری، مسعود، The Psychology Of Muhammad، صفحہ نمبر: 105

Published:
March 30, 2025

وَاللَّسْمِيسِ وَضُحَاهَا ﴿١٠﴾ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا ﴿١١﴾ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا

(قسم ہے سورج کی اور اس کی دھوپ کا اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے اور دن کی جب اسے روشن کر دے۔)

"قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسْتَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلَبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ" ⁷³

(اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: آدم کا بیٹا مجھے تکلیف دیتا ہے وہ زمانے کو برا بھلا کہتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں تمام معاملات میرے ہاتھ میں ہیں میں ہی رات اور دن کو الٹا پلٹتا ہوں۔)

مصنف نے اللہ تعالیٰ کے قسم کھانے (اقسام القرآن) کے اسلوب کو مجبوری اور بے بسی سے تعبیر کیا ہے جو اس کی لسانی اور بلاغتی اصولوں سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ عربی زبان میں قسم کھانا صرف کسی ہستی کی برتری ثابت کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ کلام میں تاکید (Emphasis) پیدا کرنے اور مخاطب کو کائنات کی کسی بڑی نشانی کی طرف متوجہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات (جیسے سورج، چاند، یا وقت) کی قسم کھاتا ہے تو اس کا مقصد ان عظیم نشانیوں کی اہمیت کو واضح کرنا اور ان کے ذریعے کسی بڑے سچ کو ثابت کرنا ہوتا ہے۔ مصنف کا اسے بے بس مخلوق کے رویے سے تشبیہ دینا ایک مضحکہ خیز اور لغو استدلال ہے۔ رہی بات کفار پر لعنت کی تو یہ اللہ کے عدل کا تقاضا ہے کہ وہ ظالموں اور حق کا انکار کرنے والوں کو اپنی رحمت سے دور رکھنے کا اعلان کرے، نہ کہ یہ کسی بے بسی کا اظہار ہے۔ مصنف نے دانستہ طور پر قرآنی بلاغت کو انسانی کمزوری کے پیرائے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے تاکہ قارئین کو گمراہ کر سکے۔

حاصل بحث

زیر نظر تحقیق کے عین مطالعے سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ زیر بحث موضوع نہ صرف علمی و فکری لحاظ سے اہمیت کا حامل ہے بلکہ اس کے عملی اثرات انسانی رویوں اور سماجی ڈھانچوں پر بھی گہرے ہیں۔ اس مقالے میں پیش کیے گئے حقائق اور شواہد کی روشنی میں یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ کسی بھی نظریے یا عمل کی کامیابی کا انحصار اس کی بنیادی اساس اور دورِ حاضر کے تقاضوں کے درمیان ہم آہنگی پر ہوتا ہے۔

تحقیق کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ جہاں تکنیکی اور مادی ترقی نے زندگی کے کئی گوشوں کو منور کیا ہے وہاں انسانی نفسیات اور اخلاقی اقدار کے مابین توازن برقرار رکھنا ایک بڑا چیلنج بن کر ابھرا ہے۔ مقالے میں پیش کردہ تجویزاتی مطالعہ اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اگر انفرادی اور اجتماعی سطح پر اصلاحِ احوال کی کوششیں نہ کی گئیں، تو مستقبل میں فکری انتشار کے خدشات مزید بڑھ سکتے ہیں۔

⁷³۔ البزری، ولی الدین محمد بن عبد اللہ، مشکاة المصابیح، بیروت: المکتب الاسلامی، 1985ء، جلد: 1، ص: 14، حدیث نمبر 22

Published:
March 30, 2025

مختصر آئیے کہ یہ مقالہ اس ضرورت پر زور دیتا ہے کہ ہمیں اپنے قدیم علمی ورثے سے استفادہ کرتے ہوئے جدید سائنسی اور نفسیاتی تحقیقات کو بروئے کار لانا چاہیے تاکہ ایک متوازن اور ترقی یافتہ معاشرے کی تشکیل ممکن ہو سکے۔ یہ تحقیق محض ایک اختتام نہیں بلکہ اس موضوع پر مزید علمی مباحث اور نئے سوالات کے لیے ایک بنیاد فراہم کرتی ہے جو مستقبل کے محققین کے لیے مشعل راہنابت ہوگی۔